آپ کی حفاظت کرتا رہا اور کرتا رہیگا۔ سلطان نورالدین زنگی جسوقت سرزمین حجاز پر حکمراں تھا دو نصرانی گدڑی پوشوں نے خفیہ طریقہ سے قبر میں رحمۃ للعالمین کے جسم مبارک کو نقصان پہنچانا چاہا مگر اس مخلص بادشاہ کو خواب کے ذریعہ بتایا جاتا ہے کہ محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو نقصان پہنچانیکی کوشش کی جارہی ہے تو اس کا انتظام کر چنانچہ اس نے ان دونوں پادریوں کو گرفتار کرلیا۔ اور باقاعدہ تحقیق وتدقیق کے بعد جب ان کے ناپاک ارادے کی تصدیق ہوگئی تو اس نے آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسم مبارک کی حفاظت کے لئے آپ کے مدفن کے چاروں طرف سیسہ کی دیوار زمین کے اندر بنوادی۔ یہی معنی ہیں واللہ یعصمك من الناس کے۔

اسلام اور حسن معاشرت

(از مولوی عبدالحمید صاحب بستوی متعلم مدرسہ رحمانیہ دہلی)

ناظرین مذہب اسلام ہی نے انسان کیلئے راہ راست کا دروازہ کھولا اچھے برے سے واقف کیا۔ جن امور سے ہم ناآشنا تھے ان کو بتایا۔ حسن معاشرت کے آئین واصول سے آگاہ کیا۔ ایک انسان کو دوسرے انسان سے پیش آنیکا طریقہ سکھایا۔ جہاں مساوات کی تعلیم دی وہاں یہ بھی کہا کہ انزلوا الناس منازلھم۔ ہر ایک انسان کو اپنے مرتبہ پر رکھو۔ اس میں شک نہیں تم سب کے سب برابر کے حقوق رکھتے ہو۔ اس پر بھی ایک مقام ایسا تفوق اور برتری کا ضرور موجود ہے جسکو چاہنے پر ہر انسان حاصل کرسکتا ہے وہ طہارت اور پاکیزگی قلب ہے جو زیادہ اس سے قریب ہوگا وہی تمہارے اندر مرتبہ والا ہوگا۔

یہی وہ منزل ہے جس پر پہنچکر انسان اپنی انسانیت میں چار چاند لگا سکتا ہے۔ خدا ہم سب کو اس مقام عالی سے مشرف فرمائے۔ یہ وہ دولت ہے جو حسن معاشرت کیلئے روح کا درجہ رکھتی ہے۔ اس سے انسان اپنی زندگی کامیابی سے گذار سکتا ہے اور خدا اور اس کے بندوں کے نزدیک محبوب ترین بن سکتا ہے۔ اسلام نے تمام تر زور اسی صفائی قلب پر ہی دیا ہے بلکہ جملہ عبادات کا دارومدار اسی پر رکھا چنانچہ آنحضورؐ کا ارشاد ہے کہ ان اللہ لا ینظر الی صورکم ولا الی اعمالکم ولکن ینظر الی قلوبکم یعنی خدا نہ تمہاری صورتوں کو دیکھتا ہے اور نہ تمہارے اعمال کو بلکہ تمہارے دلوں کا جائزہ لیتا ہے وہ عالم الغیب جانتا ہے کہ فلاں بندے نے یہ عمل کس نیت سے کیا ایک بھائی نے دوسرے بھائی سے بہتر سلوک کیا تو کس غرض سے۔

حسن معاشرت حقوق العباد کی نگہداشت کا نام ہے۔ اور یہ ایک مسلم حقیقت ہے کہ اسلام نے حقوق العباد کے متعلق یہانتک کہا کہ قیامت کے روز اللہ تعالیٰ اپنے حقوق معاف کرسکتا ہے لیکن حقوق الناس کبھی نہیں معاف کئے جائیں گے تاوقتیکہ وہ خود صاحب حق اس سے درگذر نہ کردے۔

یہی ایک ایسا بنیادی اصول ہے جس سے اسلام اور اہل اسلام میں حسن معاشرت کے بیشمار نمونے پائے جاتے ہیں انسان جس کو دنیا میں آنے کے بعد کئی قسم کے تعلقات قائم کرنا پڑتے ہیں۔ شریعت محمدی نے ہر ایک تعلق کے بارے میں کافی و وافی ہدایات دیدی ہیں چنانچہ ارشاد ہے کہ اولاد کو والدین کے ساتھ کیا سلوک کرنا چاہئے وقضیٰ ربک الا تعبدوا الا ایاہ وبالوالدین احسانا۔ اما یبلغن عندک الکبر احدھما او کلاھما فلا تقل لھما اف ولا تنھرھما وقل لھما قولا کریما۔ واخفض لھما جناح الذل من الرحمۃ وقل رب ارحمھما کما ربیانی صغیرا۔ کہ اے انسان یاد رکھو کہ جب تمہارے والدین کبر سنی کو پہنچ جائیں اور ان کے اعضا جوارح جواب دیدیں تو دیکھنا ان کو اف تک بھی نہ کہنا اور نہ کسی قسم کی سرزنش کرنا بلکہ نہایت ہی رحمدلی کے ساتھ ان سے پیش آنا اور میرے سامنے دست بدعا ہو کر کہنا کہ اے اللہ بوڑھے والدین پر اس طرح رحم کر جس طرح انھوں نے بچپن میں مجھ پر رحم کیا۔

ہمسایہ کے متعلق آنحضورؐ فرماتے ہیں کہ تو ان کے لئے باعث راحت بنجا۔ تیرے وجود سے کسی طرح کی تکلیف ان کو نہ پہنچنے پائے حتی کہ ان کی اجازت کے بغیر دیوار میں کیل تک نہ گاڑ اپنی ہانڈی کا پکا ہوا کچھ ہمسایہ کو بھی دیدیا کر۔ ایک دینی بھائی کو دوسرے دینی بھائی سے کیا برتاؤ کرنا چاہئے اس کے متعلق ارشاد ہے۔ المومن للمومن کالبنیان یشد بعضہ بعضا۔ ایک مومن کی مثال دوسرے مومن کے لئے ایک دیوار کی سی ہے کہ ایک اینٹ دوسری اینٹ کو گرنے سے بچاتی ہے اسی طرح ہر مسلمان پر فرض ہے کہ اپنے دوسرے بھائی کے ادنیٰ سے ادنیٰ اور اعلیٰ سے اعلیٰ کام میں ہاتھ بٹائے اور ہر ممکن طریقے سے اس کی مدد کرے دوسری جگہ ارشاد ہے کل مومن اخوۃ۔ ہر مسلمان آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ آنحضور صلی اللہ علیہ وسلم کا بھی مکی و مدنی دونوں زندگیوں میں یہ طریقہ تھا کہ لوگوں کے درمیان باہمی حلف کے ذریعہ اخوت قائم کرتے تھے۔ حضرت انس فرماتے ہیں کہ حالف النبی صلی اللہ علیہ وسلم بین المھاجرین والانصار فی دارنا مرتین او ثلاثا۔ آنحضورؐ نے مہاجرین اور انصار کے درمیان باہمی اخوت عہد و پیمان کے ذریعہ قائم کی۔ اسی کا نتیجہ تھا کہ انصار نے اپنے دینی بھائیوں کو جائداد منقولہ اور غیر منقولہ کا آدھا آدھا حصہ تقسیم کر دیا۔ آپ نے سعد بن ربیع اور عبدالرحمن بن عوف کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو سعد عبدالرحمن بن عوف کو اپنے گھر لیجا کر دونوں بیویوں کو ان کے سامنے کر دیتے ہیں اور فرماتے ہیں کہ ان میں جسے چاہو پسند کر لو۔ میں اسے طلاق دیدیتا ہوں آپ اس سے نکاح کر لیں۔ اسی الفت اور مودت کا ذکر قرآن کریم میں بھی چند مقام پر آیا ہے۔ خدا اپنی نعمت کو یاد دلاتے ہوئے فرماتا ہے واذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ کنتم اعداء فالف بین قلوبکم فاصبحتم بنعمتہ اخوانا الخ۔ یعنی خدا کی اس نعمت کو یاد کرو جبکہ تم ایک دوسرے کے دشمن تھے اللہ نے تمہارے دلوں میں الفت ڈالی اور خدا کے فضل سے تم بھائی بھائی بن گئے۔ اور تم آگ کے کنارے پہنچ گئے تھے لیکن اللہ نے تمہیں بچا لیا۔

دوسری جگہ فرمایا ویؤثرون علی انفسھم ولو کان بھم خصاصۃ یعنی دوسرے کی ضرورت کے سامنے اپنی ضرورت کو ترجیح نہیں دیتے خواہ وہ کتنے ہی حاجت مند ہوں۔ اولاد کو بہلا لیں گے خود نہیں کھائیں گے بلکہ مہمان کو کھلائیں گے۔

حضرت حذیفہ السعدی کہتے ہیں کہ میں یرموک میں میدان جنگ کے اندر اپنے زخمی بھائیوں کی تلاش میں نکلا۔ پانی بھی ساتھ لے لیا تھا۔ تھوڑی دور گیا تھا کہ ایک مسلمان کے کراہنے کی آواز آئی میں اس کے پاس گیا اور پانی پلانا چاہتا تھا کہ اتنے میں ایک اور دردناک آواز سنائی دی جس کو سنکر اس زخمی نے انگلی کے اشارے سے کہا پہلے ان کو پلاؤ۔ چنانچہ میں وہاں جاتا ہوں تو ہشام بن عاص کو پڑے ہوئے دیکھا۔ ان کے حلق میں پانی ڈالنے والا تھا کہ بازو سے ایک اور زخمی کی آواز کانوں میں آئی ہشام نے اس کو سنکر کہا کہ پہلے میرے اس بھائی کو پانی پلاؤ غرض کہ میں ان کے کہنے پر وہاں گیا تو معلوم ہو کہ ان کی روح قفس عنصری سے پرواز کر چکی ہے اُلٹے پاؤں واپس ہوا تو دیکھا کہ ہشام بھی جان بحق ہو چکے ہیں پھر پہلے زخمی کے پاس گیا تو معلوم ہوا وہ بھی ہمیشہ کیلئے آرام کی نیند سو گئے۔ انا للہ الخ اس کا نام ہے ایثار و قربانی کہ میدان جنگ میں زخموں سے چور پڑے ہوئے ہیں پھر بھی حق اخوت کو فراموش نہیں کیا جاتا۔ اس قسم کے واقعات صرف آنحضور کے عہد مبارک میں رونما نہیں ہوئے بلکہ آپ کے بعد بھی لاتعداد واقعات ایسی قربانیوں پر شاہد عدل ہیں۔ اور یہ طغرائے سرفرازی صرف مذہب اسلام ہی کو حاصل ہے۔

حضرت عمرؓ کے سفر شام کو یاد کیجئے جب اونٹ پر خلیفہ اور غلام نوبت بنوبت سوار ہوتے جاتے ہیں اور شہر کے پاس پہنچتے ہیں تو غلام کے سوار ہونے کی باری تھی حضرت عمرؓ غلام کو سوار کرکے خود مہار تھامے ہوئے پیدل چلنے لگتے ہیں دوسری طرف تمام سپہ سالار فوج کی معیت میں شہر کی فصیل سے باہر بغرض استقبال صف بستہ امیر المومنین کی آمد کے منتظر ہیں اور مختلف قوموں کے لوگ بھی ان کے ہمراہ خلیفہ کے جلوس کو دیکھنے کیلئے بیچین نظر آرہے ہیں۔ اتنے میں گرد و غبار میں سواری دکھائی دی تمام افسران اس اونٹ کی طرف خیر مقدم کیلئے بڑھے تو ان تمام غیر مسلم تماشائیوں کو تعجب ہوا اور پوچھنے لگے کہ تمہارے خلیفہ وہی ہیں جو اونٹ کی مہار پکڑے ہوئے پاپیادہ آرہے ہیں۔ سوار تو ان کا غلام ہے۔ یہ سنکر ان لوگوں کی حیرت کی کوئی انتہا نہیں رہی۔ لیکن ان کو معلوم ہونا چاہئے تھا یہ مسلمانوں کی جماعت تھی جنمیں رات دن اس قسم کے نظائر ظہور پذیر ہوتے رہتے ہیں ان کی اسی معاشرت اور مساوات پسندی نے دنیا کو اپنی طرف مائل کر لیا اس سے بھی اہم واقعہ اور سنئے جنگ بدر میں سواریاں کم تھیں ایک ایک اونٹ تین تین آدمیوں میں تقسیم کیا گیا اور یہ ہدایت کردی گئی کہ دو سوار رہا کریں اور ایک باری باری سے پیدل چلا کرے۔ سرور کائنات کی سواری میں علی مرتضیٰؓ اور ابودردا کا حصہ تھا اس قاعدہ کے مطابق جب آپ کی باری ہوتی تو پیدل چلا کرتے اور وہ دونوں سوار ہو جاتے۔ دیکھنا یہ ہے کہ اگر آپ چاہتے تو ایک اونٹ اپنے لئے مخصوص فرما سکتے تھے۔ یا ان شیفتگان رسولؐ میں سے کوئی (جو حضور پر جان و مال فدا کرنا باعث عزت سمجھتے تھے) اپنی سواری آپکو وقف کر سکتا تھا لیکن نہیں آپنے اس کا موقعہ ہی نہیں آنے دیا۔ کیونکہ اس وقت اللہ کا رسول سب کو طریق معاشرت سکھلا رہا تھا اور سبق مساوات دے رہا تھا میں تو کہونگا کہ اگر آنحضورؐ کی یہ تعلیم نہ ہوتی تو فاروق اعظم اور غلام والی مثال تاریخ میں نظر نہیں آتی۔ بہرحال اسلامی معاشرت تو ایک اور ہی چیز ہے اس کو کہانتک بیان کیا جائے۔ لیکن اس زمانے کے مسلمانوں کی حالت کو دیکھکر بہت ہی افسوس ہوتا ہے کہ وہ اس اسپرٹ سے بالکل دور ہیں۔ دعا ہے خدا ہمیں اپنے اسلاف کے نقش قدم پر چلنے کی توفیق عطا فرمائے۔ آمین ثم آمین۔

پھر سوار نے بھی جواب دیا کہ نہیں ہمارے خلیفہ تو وہ ہیں جو اونٹ